OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

قدرتی آفات کے بحران کے بعد بحالی کے لیے اسلامی خیراتی نظام کا استعمال

Using the Islamic charity system for recovery after natural disaster crises

Dr. Ruqia Bano
Lecturer, Islamic Studies, The Women University Multan.
Email: ruqia.6089@wum.edu.pk

Dr. Javeira
Lecturer, Arabic, The women University Multan.
Email: ummuhammad786@gmail.com

Javeria Sarwar
BS Islamic Studies, The Women University Multan.

Received on: 05-10-2025 Accepted on: 09-11-2025

Abstract

Natural disasters are a constant and unpredictable aspect of human history that not only cause loss of life and property but also severely disrupt social and economic systems. In recent decades, the intensity and frequency of natural disasters such as earthquakes, floods, storms, droughts, and other calamities have significantly increased, affecting both developed and developing countries around the world. Pakistan is among the nations that, due to its geographical, environmental, and social factors, has repeatedly faced such disasters — including the 2005 earthquake, the devastating floods of 2010, and the destruction caused by recent heavy rains. As a result of natural disasters, millions of people become homeless, sources of livelihood are destroyed, and education and healthcare systems become paralyzed. In such situations, while governmental institutions provide relief to the best of their capacity, Islamic society also plays its role at the community level through its unique charitable and welfare system. Islamic teachings promote mechanisms like Zakat, Sadaqah (charity), Waqf (endowments), donations, and Bayt al-Mal (public treasury), which are considered strong tools for humanitarian service, supporting the needy, and restoring social balance. The purpose of this research article is to explore how effective the Islamic charitable system can be in post-disaster rehabilitation and how these teachings can be applied to meet contemporary challenges. Through this article, we aim to examine the role of Islamic history, Qur'anic teachings, the Prophetic model (Seerah), and the contributions of modern Islamic welfare institutions to propose a comprehensive model that is not only practical for disaster recovery but also rooted in humanity, sustainability, and religious principles.

Keywords: Islamic Charity System, Natural Disaster, Bayt al-Mal (Public Treasury)

قدرتی آفات انسانی تاریخ کا ایسا مستقل اور غیر متوقع پہلو ہیں جو نہ صرف جانی ومالی نقصان کا باعث بنتی ہیں بلکہ معاشرتی واقتصادی نظام کو بھی بری طرح متاثر کرتی ہیں۔ زلزلے، سیلاب، طوفان، قحط اور دیگر قدرتی آفات کی شدت اور تسلسل میں حالیہ دہائیوں میں اضافہ ہوا ہے، جس سے دنیا بھر کے ترقی پذیر اور ترقی یافتہ ممالک متاثر ہو رہے ہیں۔ پاکستان بھی ایسے ہی ممالک میں شامل ہے جو جغرافیائی، ماحولیاتی اور معاشرتی عوامل کی وجہ سے بارہا ان آفات کی زد میں آتا رہا ہے، جیسے 2005ء کا زلزلہ، 2010ء کا بدترین سیلاب اور حالیہ بارشوں کے نتیجے میں ہونے والی تباہ کاریاں۔

قدرتی آفات کے نتیجے میں لاکھوں افراد بے گھر ہو جاتے ہیں، روزگار کے ذرائع ختم ہو جاتے ہیں، تعلیم وصحت کے نظام مفلوج ہو جاتے ہیں، اور پوری قوم شدید نفسیاتی و معاشی دباؤ کا شکار ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں جہاں حکومتی ادارے اپنی بساط کے مطابق امدادی سرگرمیاں سرانجام دیتے ہیں، وہیں اسلامی معاشرہ اپنے مخصوص فلاحی وخیراتی نظام کے تحت ایسے مواقع پر عوامی سطح پر مدد اور بحالی کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں زکوٰۃ، صدقہ، وقف، عطیات اور بیت المال جیسے تصورات انسانیت کی خدمت، مستحقین کی کفالت اور معاشرتی توازن کی بحالی کے مضبوط ذرائع سمجھے جاتے ہیں۔

اس تحقیقی مضمون کا مقصد یہ جاننا ہے کہ قدرتی آفات کے بعد کی بحالی میں اسلامی خیراتی نظام کس حد تک مؤثر ثابت ہو سکتا ہے اور کس طریقے سے ان تعلیمات کو عصری تقاضوں کے مطابق استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس مضمون کے ذریعے ہم اسلامی تاریخ، قرآنی تعلیمات، سیرتِ نبوی ﷺ اور عصر حاضر کے اسلامی فلاحی اداروں کے کردار کا جائزہ لے کر ایک جامع ماڈل تجویز کریں گے جو قدرتی آفات کے بعد متاثرین کی امداد و بحالی کے لیے نہ صرف عملی ہے بلکہ انسانیت پر مبنی، دیرپا اور دینی اصولوں سے ہم آہنگ بھی ہے۔

قدرتی آفات: تعارف واقسام

قدرتی آفات کی تعریف

قدرتی آفات (Natural Disasters) وہ غیر متوقع اور شدید نوعیت کے قدرتی واقعات ہوتے ہیں جو انسانی زندگی، معیشت، بنیادی ڈھانچے اور ماحول پر تباہ کن اثرات ڈالتے ہیں۔ یہ آفات عام طور پر انسان کے اختیار سے باہر ہوتی ہیں اور ان کا وقوع قدرتی عوامل جیسے زمینی حرکات، موسمی تغیرات یا جغرافیائی عوامل کے تحت ہوتا ہے۔ قدرتی آفات میں زلزلے، سیلاب، طوفان، آتش فشاں، قحط اور وبائیں شامل ہیں۔ [1]

ان کا مقصد انسان کو اس کی کمزوری اور عاجزی کا احساس دلانا بھی ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا﴾ [2]

"اور ہم نشانیاں نہیں بھیجتے مگر ڈرانے کے لیے۔"

قدرتی آفات کی اقسام[3]

اسلامی اور سائنسی اعتبار سے قدرتی آفات کی متعدد اقسام ہیں جن میں نمایاں درج ذیل ہیں:

(الف) زلزلے

زمین کی اندرونی پرتوں کی حرکت کے نتیجے میں پیدا ہونے والا جھٹکا جو عمارتوں کو گرا دیتا ہے اور زمین کو چیر دیتا ہے۔ پاکستان میں 2005ء کا زلزلہ اس کی بڑی مثال ہے۔

(ب) سیلاب

بارش، گلیشیئر کے پگھلنے یا دریاؤں کی روانی میں اضافہ کے باعث پانی کی زیادتی سے زمین زیرِ آب آ جاتی ہے۔ 2010ء کا سیلاب پاکستان کی تاریخ کا بدترین سیلاب سمجھا جاتا ہے۔

(ج) طوفان

شدید ہواؤں کے ساتھ بارش یا برفباری جس سے مکانات، فصلیں اور انسانی جانیں متاثر ہوتی ہیں۔

(د) قحط

مسلسل بارشوں کی کمی یا زمینی پانی کی قلت کے سبب پیدا ہونے والی خشک سالی جو غذائی قلت کا سبب بنتی ہے۔

(ہ) وبائیں

ایسی بیماریاں جو تیزی سے پھیلتی ہیں، جیسے کورونا وائرس، چیچک، یا ہیضہ وغیرہ۔

قرآن و حدیث میں قدرتی آفات کا ذکر

اسلامی تعلیمات میں قدرتی آفات کو تنبیہ، آزمائش یا اجتماعی گناہوں کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں کئی جگہ قدرتی آفات کا ذکر موجود ہے جو انسان کو اللہ کی طرف رجوع کرنے، توبہ کرنے اور اصلاحِ اعمال کی دعوت دیتے ہیں۔

قرآن مجید سے مثال:

﴿فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ﴾

"پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ پر پکڑا؛ ان میں سے کچھ پر پتھروں کی بارش برسائی، کچھ کو زوردار آواز نے پکڑا، اور کچھ کو زمین میں دھنسا دیا۔"

حدیث مبارکہ سے مثال:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: إِذَا رَأَيْتُمُ الزَّلْزَلَاتِ وَالْكُسُوفَ فَافْزَعُوا إِلَى الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالِاسْتِغْفَارِ[4]

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم زلزلے اور سورج یا چاند گرہن دیکھو تو ذکر، دعا اور

استغفار کی طرف لپکو۔"

ان حوالوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قدرتی آفات محض سائنسی یا فطری مظاہر نہیں، بلکہ ان کے پیچھے اخلاقی، روحانی اور اصلاحی پیغام بھی ہوتا ہے۔ ان سے سبق لینے، رجوع الی اللہ کرنے اور خیر و بھلائی کی طرف مائل ہونے کی ضرورت ہے۔

قدرتی آفات کے اثرات: سماجی و معاشی جائزہ

قدرتی آفات جب کسی علاقے کو اپنی لپیٹ میں لیتی ہیں تو ان کے اثرات محض چند دنوں یا ہفتوں تک محدود نہیں رہتے بلکہ ان کے معاشرتی اور معاشی نتائج برسوں تک محسوس کیے جاتے ہیں۔ یہ اثرات نہ صرف انفرادی سطح پر بلکہ خاندانی، مقامی، قومی اور حتیٰ کہ عالمی سطح پر بھی اپنا اثر چھوڑتے ہیں۔

متاثرہ افراد کی حالت

قدرتی آفات کا سب سے پہلا اور براہِ راست اثر متاثرہ افراد پر ہوتا ہے۔ وہ اپنے گھر، مال، زمین، فصلیں، روزگار اور قریبی عزیزوں سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس اچانک محرومی کے نتیجے میں وہ ذہنی دباؤ، بے یقینی، اور صدمے کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کئی لوگ اپنے جسمانی اعضا سے معذور ہو جاتے ہیں، جب کہ کچھ دائمی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں ان کی بنیادی ضروریات جیسے خوراک، لباس، پناہ، اور طبّی سہولیات تک رسائی مشکل ہو جاتی ہے، جس سے ایک شدید انسانی بحران جنم لیتا ہے۔ [5]

غربت، بے روزگاری، بے گھری

قدرتی آفات کے نتیجے میں اکثر افراد اپنے گھروں اور ذرائع معاش سے محروم ہو جاتے ہیں۔ کسانوں کی زمینیں تباہ ہو جاتی ہیں، کاروباری طبقے کی دکانیں اور اسٹاک ضائع ہو جاتا ہے، اور مزدور طبقہ اپنے روزگار سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک وسیع پیمانے پر غربت کو جنم دیتا ہے۔ متاثرین میں بے روزگاری بڑھتی ہے، جس کے سبب وہ مالی لحاظ سے دوسروں کے محتاج ہو جاتے ہیں اور کئی بار ہجرت پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ خاص طور پر وہ افراد جن کا انحصار روزانہ کی مزدوری پر ہوتا ہے، وہ سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ ایسے حالات میں بے گھری کا مسئلہ شدید ہو جاتا ہے، جس سے انسانی عزتِ نفس اور وقار مجروح ہوتا ہے۔ [6]

تعلیمی، طبّی اور معاشرتی اداروں کی تباہی

قدرتی آفات کے اثرات صرف افراد تک محدود نہیں ہوتے، بلکہ تعلیمی، طبّی اور دیگر معاشرتی ادارے بھی بری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں یا تو مکمل تباہ ہو جاتی ہیں یا استعمال کے قابل نہیں رہتیں، جس سے ہزاروں طلبہ کا تعلیمی سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اسپتالوں، ڈسپنسریوں اور طبّی مراکز کے نظام درہم برہم ہونے سے فوری طبّی امداد کی فراہمی ممکن نہیں رہتی، جس کی وجہ سے اموات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ معاشرتی سطح پر اتحاد، تعاون اور فلاح کا نظام متاثر ہوتا ہے، اور معاشرے میں بے نظمی، اضطراب اور مایوسی پھیل جاتی ہے۔ [7]

یہ تمام اثرات قدرتی آفات کی شدت اور دائرۂ کار پر منحصر ہوتے ہیں، لیکن ایک بات واضح ہے کہ بحالی کا عمل صرف مادی مدد سے ممکن نہیں، بلکہ اس کے لیے ایک منظم، دیرپا اور اخلاقی و دینی اصولوں پر مبنی فلاحی نظام کی ضرورت ہوتی ہے — جس کی تفصیل اسلامی خیراتی نظام میں موجود ہے، جو اگلے حصوں میں بیان کیا جائے گا۔

اسلامی خیراتی نظام: ایک جائزہ

اسلام ایک ایسا جامع دین ہے جو نہ صرف عبادات اور عقائد کی تعلیم دیتا ہے بلکہ معاشرتی فلاح، انسانیت کی خدمت، اور محتاجوں کی مدد کو بھی دین کا اہم ستون قرار دیتا ہے۔ قدرتی آفات اور بحرانوں کے بعد متاثرین کی مدد و بحالی کے لیے اسلام نے جو خیراتی نظام تشکیل دیا ہے، وہ دنیا کے کسی بھی جدید ویلفیئر ماڈل سے زیادہ مؤثر، منصفانہ اور پائیدار ہے۔ اس نظام کی بنیاد چند بڑے مالیاتی و فلاحی تصورات پر ہے، جن میں زکٰوۃ، صدقات، وقف اور بیت المال شامل ہیں۔

زکٰوۃ: مفہوم، اہداف اور تقسیم کا نظام

زکٰوۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک ہے۔ یہ ایک فرض مالی عبادت ہے جسے صاحبِ نصاب مسلمانوں پر لازم کیا گیا ہے تاکہ معاشرے کے مستحق افراد کو سہارا دیا جا سکے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا﴾[8]

"ان کے مالوں میں سے صدقہ (زکٰوۃ) لے لیجیے تاکہ ان کو پاک کر دے اور ان کے دلوں کو صاف کرے۔"

زکٰوۃ کا بنیادی مقصد دولت کی گردش کو محدود طبقے کے ہاتھوں میں جمع ہونے سے روکنا، غربت کو کم کرنا، اور ایک منصفانہ معاشی نظام قائم کرنا ہے۔ زکٰوۃ آٹھ مصارف پر خرچ کی جا سکتی ہے جن کا ذکر قرآن میں تفصیل سے کیا گیا ہے:

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ...﴾[9]

"صدقہ (زکٰوۃ) تو صرف فقیروں، مسکینوں، اور دیگر مخصوص طبقات کے لیے ہے۔"

یہ تقسیمی نظام آفات کے بعد ان لوگوں کی فوری مالی مدد، رہائش، علاج اور خوراک کی فراہمی کے لیے انتہائی مؤثر ہے۔

صدقہ و خیرات اور نفلی عطیات

زکٰوۃ کے علاوہ اسلام میں نفلی صدقات، خیرات اور عطیات کو بھی بہت بڑی نیکی قرار دیا گیا ہے، جنہیں کسی بھی وقت اور کسی بھی مستحق کو دیا جا سکتا ہے۔ یہ اسلامی معاشرت میں انسانی ہمدردی، ایثار، اور باہمی تعاون کی علامت ہیں۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: الصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ[10]

"صدقہ گناہوں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے۔"

قدرتی آفات میں یہ نفلی عطیات فوری امداد کے لیے بہترین ذریعہ ہوتے ہیں، کیونکہ ان پر کوئی مقدار یا نصاب مقرر نہیں اور ہر شخص اپنی

حیثیت کے مطابق حصہ ڈال سکتا ہے۔

وقف: تاریخی و شرعی حیثیت

وقف اسلامی فلاحی نظام کا ایک مستقل اور پائیدار ذریعہ ہے۔ اس میں کوئی جائیداد، زمین، عمارت یا سرمایہ کسی فلاحی مقصد کے لیے اللہ کی رضا کے تحت مستقل طور پر مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ وقف کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی آمدنی مسلسل فلاحی کاموں پر خرچ ہوتی رہتی ہے۔

حضرت عمر بن خطابؓ نے خیبر کی زمین کو وقف کیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تعریف فرمائی:

إنْ شئْتَ حَبَّستَ أَصْلَهَا وتَصَدَّقْتَ بهَا[11]

"اگر چاہو تو اصل زمین کو روک لو (یعنی وقف کر دو) اور اس کی آمدنی صدقہ کرو۔"

وقف کے ذریعے ہسپتال، یتیم خانے، تعلیمی ادارے، مسافر خانے، اور بحالی مراکز قائم کیے جا سکتے ہیں، جو قدرتی آفات کے بعد ایک منظم فلاحی ڈھانچہ فراہم کرتے ہیں۔

بیت المال کا تصور

بیت المال اسلامی ریاست کا سرکاری خزانہ ہوتا ہے جس میں عوامی مفاد کے لیے جمع شدہ رقوم، زکوٰۃ، جزیہ، خراج، فے اور دیگر ذرائع شامل ہوتے ہیں۔ یہ ریاست کی سطح پر فلاحی نظام کی بنیاد ہوتا ہے اور اس سے عوام کی ضروریات، خاص طور پر آفات وہنگامی حالات میں، پوری کی جاتی ہیں۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں بیت المال کو زکوٰۃ کی تقسیم، یتیموں کی پرورش، بیماروں کے علاج اور مسافروں کی امداد کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ کے دور میں قحط کے دوران بیت المال کا بھرپور استعمال کیا گیا اور سب سے پہلے "ریلیف کیمپ "کا تصور اسی دور میں سامنے آیا۔[12]

اسلامی خیراتی نظام کا یہ چاروں پہلو زکوٰۃ، صدقہ، وقف، اور بیت المال، قدرتی آفات کے بعد نہ صرف متاثرہ افراد کی وقتی مدد کے لیے بلکہ ان کی مستقل بحالی، خود کفالت اور معاشرتی دوبارہ انضمام کے لیے بھی ایک مؤثر، جامع اور دینی بنیادوں پر قائم نظام پیش کرتے ہیں۔

تاریخِ اسلام میں خیراتی نظام اور آفات

اسلامی تاریخ کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ مسلمانوں نے ہر دور میں آفاتِ ارضی و سماوی کا نہ صرف دینی نقطۂ نظر سے سامنا کیا بلکہ ایک منظم فلاحی اور خیراتی نظام کے تحت متاثرین کی مدد و بحالی کے مثالی اقدامات بھی کیے۔ یہ نظام محض مالی امداد تک محدود نہیں تھا بلکہ اس میں **انسانی وقار، خود انحصاری، اور عدل و احسان** جیسے اصولوں کو ہمیشہ مقدم رکھا گیا۔

خلافتِ راشدہ کے ادوار میں قدرتی آفات پر ردِ عمل

خلافتِ راشدہ کا دور اسلامی فلاحی ریاست کی عملی تصویر تھا۔ اس دور میں قدرتی آفات جیسے قحط، خشک سالی، بیماریوں اور دیگر بحرانوں کے وقت خلیفہ وقت نے ذاتی دلچسپی اور ذمہ داری کے تحت فوری اقدامات کیے۔ متاثرہ علاقوں میں خوراک کی تقسیم، بیت المال سے وظیفے،

مہاجرین کے لیے رہائش اور قرضوں کی معافی جیسے فیصلے عام تھے۔ خلیفہ براہ راست متاثرہ علاقوں کا دورہ کرتے، حالات کا جائزہ لیتے اور امدادی کارروائیاں خود منظم کرتے تھے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی ریاست نے ہمیشہ قدرتی آفات کو اجتماعی آزمائش سمجھ کر اجتماعی حل کی طرف توجہ دی۔

عمر بن خطابؓ کا قحط سالی کے دوران بیت المال کا استعمال

خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطابؓ کے دور خلافت میں 18 ہجری کو ایک شدید قحط سالی (عام الرمادہ) واقع ہوئی جو جزیرہ نما عرب کے بڑے حصے کو متاثر کر گئی۔اس قحط میں زمین خشک، بارش بند، جانور مر گئے، خوراک ناپید اور غربت عام ہوگئی۔ حضرت عمرؓ نے فوری طور پر بیت المال کے دروازے کھول دیے، گوداموں کے ذخائر عوام میں تقسیم کیے، دور دراز علاقوں سے غلہ منگوایا،اور یومیہ بنیاد پر کھانے کے کیمپ قائم کیے۔خود حضرت عمرؓ نے بطور خلیفہ گوشت، گھی اور دودھ کا استعمال ترک کر دیااور صرف روکھاسوکھا کھانا کھاتے تاکہ وہ عوام کے درد کو خود محسوس کریں۔انہوں نے فرمایا:

"اگر میں رعایا کے حالات سے بے خبر رہوں، تو میں ان کا حکمران بننے کا اہل نہیں[13]"

یہ وہ وقت تھاجب خلافت کا مرکزی ادارہ بیت المال نہ صرف امداد کا ذریعہ تھا بلکہ عدل و مساوات،اخوت اور احساسِ انسانیت کا عملی مظہر بھی تھا۔

اسلامی حکومتوں میں امدادی نظام کا تاریخی جائزہ

خلافت راشدہ کے بعد بھی اسلامی حکومتوں میں قدرتی آفات سے نمٹنے کے لیے خیراتی نظام کو باقاعدہ ادارہ جاتی حیثیت دی گئی۔ عباسی، فاطمی، ایوبی اور عثمانی ادوار میں ریاستی سطح پر بیت المال کو جدید خطوط پر منظم کیا گیا۔ زلزلے، قحط اور بیماریوں کے وقت ریاست نے وقف املاک، خیراتی گوداموں، شفاخانوں اور یتیم خانوں کے ذریعے متاثرین کی مدد کی۔[14]

موجودہ اسلامی فلاحی ادارے اور ان کا کردار

اسلامی تعلیمات صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ وہ ایک ایسا معاشرتی نظام بھی فراہم کرتی ہیں جو انسانوں کے مابین اخوت، ہمدردی اور فلاح کا جذبہ بیدار کرتا ہے۔ آج کے دور میں جہاں ریاستی مشینری اکثر قدرتی آفات کے بعد فوری اور مکمل ردعمل دینے سے قاصر نظر آتی ہے، وہاں اسلامی فکر سے وابستہ انفرادی افراد، تنظیمیں اور ادارے متاثرہ علاقوں میں بھرپور کردار ادا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ ادارے نہ صرف فوری ریلیف فراہم کرتے ہیں بلکہ بحالی، تعلیم، صحت اور روزگار جیسے شعبوں میں بھی دیرپا منصوبے تشکیل دیتے ہیں۔

انفرادی سطح پر خیراتی اقدامات

اسلامی معاشروں میں انفرادی خیرات کا رجحان خاصا مضبوط ہے۔ زکوٰۃ، صدقہ، فدیہ، کفارہ، عطیات اور دیگر مالی و عملی امداد کے ذریعے لوگ متاثرہ بھائیوں کی مدد کو اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں۔ قدرتی آفات کے وقت ہزاروں افراد اپنی جمع پونجی، زمین، یا وسائل سے متاثرین کے لیے

خیمے، راشن، ادویات، اور کپڑے فراہم کرتے ہیں۔ متعدد مقامات پر انفرادی سطح پر بنائے گئے **عارضی ریلیف کیمپ، رضاکارانہ میڈیکل ٹیمیں** اور امدادی قافلے ریاستی نظام سے زیادہ فعال اور مؤثر نظر آتے ہیں۔[15]

اسلامی NGOs اور ادارے (الخدمت، جماعت الدعوۃ، سیلانی وغیرہ)

پاکستان اور دیگر مسلم ممالک میں کئی اسلامی فلاحی تنظیمیں فعال ہیں جو قدرتی آفات کے وقت پیشہ ورانہ اور منظم انداز میں خدمات سرانجام دیتی ہیں۔ ان میں قابلِ ذکر ادارے درج ذیل ہیں:

- **الخدمت فاؤنڈیشن**: جماعتِ اسلامی پاکستان کا فلاحی بازو، جو سیلاب، زلزلے، اور وبائی بیماریوں میں امدادی سرگرمیوں، طبّی کیمپس، خوراک کی تقسیم، اور عارضی رہائش کی فراہمی میں سرگرم ہے۔
- **جماعت الدعوۃ / فلاح انسانیت فاؤنڈیشن (FIF)**: زلزلہ زدگان اور سیلاب متاثرین کے لیے عارضی ہسپتال، ایمبولینس سروس، راشن، اور پانی کی سہولیات کی فراہمی کے لیے مشہور۔
- **سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ**: خوراک، لباس، ادویات اور نقد امداد کے ساتھ ساتھ متاثرین کی بحالی میں بھی کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔

یہ ادارے اسلامی اصولوں کے مطابق بغیر کسی امتیاز کے متاثرہ افراد کی خدمت کرتے ہیں، اور اکثر ایسے دور دراز علاقوں تک پہنچتے ہیں جہاں حکومتی امداد نہیں پہنچ پاتی۔

متاثرہ علاقوں میں اسلامی اداروں کا بحالی کردار

اسلامی فلاحی ادارے صرف فوری ریلیف تک محدود نہیں بلکہ دیرپا بحالی کے لیے بھی اہم اقدامات کرتے ہیں۔ ان اداروں نے زلزلہ و سیلاب متاثرہ علاقوں میں:

- عارضی اور مستقل مکانات تعمیر کیے
- تعلیمی ادارے بحال یا نئے قائم کیے
- طبّی مراکز اور موبائل کلینک چلائے
- نفسیاتی مشاورت، بچوں کی تربیت، اور خواتین کے لیے ہنر سکھانے کے مراکز قائم کیے
- روزگار کے منصوبے، جیسے چھوٹے کاروبار، مویشی پالنا، اور دستکاری کے پراجیکٹس متعارف کروائے

یہ خدمات نہ صرف متاثرین کو مالی و جسمانی طور پر سنبھالا دیتی ہیں بلکہ ان کی عزتِ نفس، خودداری اور معاشرتی وقار کو بھی بحال کرنے میں مدد دیتی ہیں۔ یہی وہ ماڈل ہے جو اسلامی خیراتی نظام کے فکری اور عملی امتزاج کو ظاہر کرتا ہے۔[16]

قدرتی آفات کے بعد بحالی کا اسلامی ماڈل

اسلام صرف عبادات کا نظام نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جو انسان کی زندگی کے ہر پہلو کو اپنی تعلیمات سے منور کرتا ہے۔ قدرتی

آفات کے بعد بحالی کا مرحلہ اسلام کی نظر میں محض مادی تعمیرِ نو نہیں بلکہ روحانی، معاشرتی، اور اقتصادی طور پر افراد کو دوبارہ جینے کے قابل بنانے کا جامع عمل ہے۔ اس عمل کی بنیاد **عدل، رحمت، مشاورت، تعاون، اور کفالت** جیسے اصولوں پر ہے، جنہیں اسلامی معاشرہ آفات کے بعد اجتماعی طور پر بروئے کار لاتا ہے۔

اسلامی اصولوں کے مطابق بحالی کا عمل

اسلامی بحالی ماڈل میں سب سے پہلا قدم متاثرہ افراد کی عزتِ نفس کو مجروح کیے بغیر ان کی فوری مدد فراہم کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ[17]"

"تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

اسلامی ماڈل میں متاثرین کی نفسیاتی، جذباتی، اور دینی تربیت کو بحالی کا لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے۔ ان کے لیے مساجد میں مشاورتی نشستیں، دینی درس، اور روحانی تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ وہ مایوسی سے بچ سکیں۔

معاشی خود کفالت اور کفالتِ عامہ

اسلامی بحالی ماڈل صرف وقتی امداد پر انحصار نہیں کرتا بلکہ معاشی خود کفالت کو بنیاد بناتا ہے۔ اس کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جاتے ہیں:

- زکوٰۃ، صدقات اور وقف کی رقم سے متاثرین کو چھوٹے کاروبار، روزگار کے مواقع، اور مہارت سکھانے والے پروگرام فراہم کیے جاتے ہیں تاکہ وہ خود کفیل ہو سکیں۔
- کفالتِ عامہ (social sponsorship) کے تحت یتیم بچوں، بیواؤں، معذوروں، اور بے سہارا خاندانوں کو ایک مدت تک مستقل امداد فراہم کی جاتی ہے۔
- یہ امداد اس انداز میں دی جاتی ہے کہ عزتِ نفس بھی محفوظ رہے اور ضرورت بھی پوری ہو، جیسے رسول ﷺ نے فرمایا:

"اوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔[18]"

خاندان، محلہ اور امت کی سطح پر اقدامات[19]

اسلامی معاشرت کا ڈھانچہ خاندان، محلہ، اور امت پر مشتمل ہے، اور قدرتی آفات کے بعد بحالی اسی ترتیب سے شروع کی جاتی ہے:

• خاندانی سطح:

ہر فرد اپنے قریبی عزیزوں، رشتہ داروں اور ہمسایوں کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ شریعت میں قریبی رشتہ داروں پر خرچ کو صدقہ سے بھی افضل قرار دیا گیا ہے۔

• محلہ جاتی سطح:

محلے کی سطح پر محلہ کمیٹی، مسجد کمیٹی، امام مسجد وغیرہ بحالی کے مرکز بن جاتے ہیں۔ انہی کے ذریعے راشن کی تقسیم، خیمے، ابتدائی طبّی امداد، اور تعلیمی سرگرمیوں کی بحالی کا کام ہوتا ہے۔

• امت کی سطح:

اسلامی امت ایک جسدِ واحد کی مانند ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"مومن آپس میں ایک جسم کی طرح ہیں، اگر جسم کے کسی حصے کو تکلیف ہو تو پورا جسم بے چین ہو جاتا ہے۔[20]"

بین الاقوامی اسلامی تنظیمیں اور مخیر حضرات امت کے دیگر حصوں سے متاثرہ علاقوں میں امداد فراہم کرتے ہیں، یوں ایک عالمی فلاحی ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔

یہ ماڈل جدید NGO سسٹمز سے مختلف ہے کیونکہ یہ صرف مادی مدد پر نہیں بلکہ روحانی اصلاح، اخلاقی تعمیر اور معاشرتی بحالی پر بھی توجہ دیتا ہے۔ اس کا مقصد صرف وقتی ریلیف نہیں بلکہ متاثرین کو معاشرے کا باعزت، فعال اور خود کفیل فرد بنانا ہے۔

موجودہ پاکستان میں اسلامی خیراتی نظام کی افادیت

پاکستان ایک اسلامی نظریاتی ریاست ہے جہاں عوام کی ایک بڑی اکثریت دینی جذبات اور اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کی خواہش رکھتی ہے۔ معاشی ناہمواری، قدرتی آفات، بدامنی، اور مہنگائی جیسے بحرانوں کے دوران جہاں ریاستی سطح پر امدادی کوششیں ناکافی دکھائی دیتی ہیں، وہاں اسلامی فلاحی تنظیمیں اور خیراتی ادارے امید کی کرن بن کر ابھرتے ہیں۔ ان تنظیموں کی موجودگی اور سرگرمی اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلامی خیراتی نظام، آج بھی پاکستان میں ایک فعال، بااعتماد اور موثر ماڈل کے طور پر کام کر رہا ہے۔

موجودہ بحرانوں میں اسلامی فلاحی تنظیموں کا کردار

پاکستان میں حالیہ برسوں میں متعدد قدرتی آفات، جیسے 2005ء کا زلزلہ، 2010ء اور 2022ء کے تباہ کن سیلاب، اور کورونا وبا جیسے بحرانوں کے دوران اسلامی فلاحی تنظیموں نے مثالی کردار ادا کیا۔ الخدمت فاؤنڈیشن، سیلانی ویلفیئر ٹرسٹ، جماعت الدعوۃ کی فلاح انسانیت فاؤنڈیشن، ایدھی فاؤنڈیشن، اور دیگر کئی ادارے نہ صرف فوری امداد بلکہ طویل المدتی بحالی کے منصوبے بھی لے کر آئے۔

یہ تنظیمیں متاثرہ علاقوں میں:

- فوری راشن، خیمے، کپڑے، اور پانی مہیا کرتی ہیں
- موبائل ہسپتال، طبّی کیمپس اور ایمبولینس سروسز چلاتی ہیں
- پکے مکان، اسکول، مساجد اور سولر سسٹم پر مبنی بنیادی سہولیات فراہم کرتی ہیں
- یتیم، بیوہ اور معذور افراد کے لیے کفالت اسکیمیں چلاتی ہیں

یہ ادارے نہ صرف شرعی اصولوں پر عمل کرتے ہیں بلکہ شفافیت اور کارکردگی میں بھی بہت سے سرکاری اداروں سے آگے ہیں۔[21]

سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر خلا

اگرچہ حکومتِ پاکستان نے فلاحی کاموں کے لیے ادارہ جاتی ڈھانچہ قائم کیا ہے، جیسے کہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام، بیت المال، اور زکاۃ و عشر کمیٹیاں، مگر یہ اکثر بدانتظامی، سیاسی مداخلت، اور غیر شفافیت کا شکار ہوتے ہیں۔ ان کے برعکس غیر سرکاری اسلامی فلاحی ادارے متحرک، منظم اور غیر سیاسی انداز میں خدمات انجام دیتے ہیں۔

حکومت اور ان اداروں کے درمیان بہتر رابطہ کاری نہ ہونے کے سبب وسائل کی تقسیم میں دہراپن، بعض علاقوں میں امداد کی زیادتی جبکہ دیگر میں قلت جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اسلامی خیراتی نظام کی افادیت تب ہی مکمل طور پر ظاہر ہو سکتی ہے جب ریاست، ان غیر سرکاری اداروں کے ساتھ تعاون کو ادارہ جاتی سطح پر فروغ دے۔[22]

زکوۃ و عشر کمیٹیوں کا جائزہ

پاکستان میں **زکاۃ و عشر** کے نظام کو 1980ء کی دہائی میں باقاعدہ سرکاری سطح پر منظم کیا گیا۔ ہر ضلع، تحصیل اور یونین کونسل کی سطح پر زکاۃ کمیٹیاں قائم کی گئیں، جن کا مقصد مستحقین تک زکاۃ کی رقم پہنچانا تھا۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان کمیٹیوں کا نظام غیر مؤثر ہوتا چلا گیا۔

عام مسائل درج ذیل ہیں:

- زکاۃ کی تقسیم میں شفافیت کا فقدان
- سیاسی بنیادوں پر نامزدگیاں
- مستحقین کی درست نشاندہی نہ ہونا
- فنڈز کا بروقت استعمال نہ ہونا

اس کے برعکس غیر سرکاری دینی ادارے زکاۃ کی تقسیم میں شرعی اصولوں کی پابندی، خودکار ڈیٹا سسٹم، اور سخت نگرانی کے اصولوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ یہ فرق اس بات کو واضح کرتا ہے کہ ریاست کو چاہیے کہ وہ سرکاری زکاۃ نظام کی اصلاح کرے یا پھر بااعتماد غیر سرکاری اداروں کے ساتھ شراکت داری کو فروغ دے۔[23]

نتیجتاً کہا جا سکتا ہے کہ پاکستان میں اسلامی خیراتی نظام ایک مؤثر متبادل کے طور پر موجود ہے، جو قدرتی آفات کے بعد بحالی اور فلاحی خدمات میں ریاستی خلا کو پر کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتا ہے، بشرطیکہ اسے پالیسی سطح پر تسلیم کیا جائے اور مضبوط ادارہ جاتی بنیادیں فراہم کی جائیں۔

مشکلات اور چیلنجز

اگرچہ اسلامی خیراتی نظام قدرتی آفات کے بعد بحالی کے لیے ایک جامع اور مؤثر ماڈل پیش کرتا ہے، تاہم موجودہ دور میں اس نظام کو کئی داخلی و خارجی چیلنجز کا سامنا ہے۔ یہ مشکلات نہ صرف اس نظام کی افادیت کو محدود کرتی ہیں بلکہ عوام کے اعتماد اور ریاستی اشتراک کی راہ میں بھی

رکاوٹ بنتی ہیں۔

عوامی اعتماد کا فقدان

اسلامی خیراتی اداروں کے لیے سب سے بڑا چیلنج عوامی اعتماد کا فقدان ہے۔ کئی مرتبہ لوگ اس وجہ سے عطیات دینے سے گریز کرتے ہیں کہ انہیں یقین نہیں ہوتا کہ ان کی دی گئی رقم صحیح ہاتھوں میں پہنچے گی یا نہیں۔ کچھ نام نہاد تنظیموں کے غیر شفاف طریقہ کار، مبہم مقاصد، اور غیر مصدقہ سرگرمیوں نے مستند اداروں پر بھی بدگمانی پیدا کر دی ہے۔ جب تک یہ اعتماد بحال نہ ہو، عطیات اور خیرات کا بہاؤ محدود رہے گا، جو کہ آفات کے بعد بحالی میں بڑی رکاوٹ ہے۔[24]

فنڈز کا غلط استعمال

بعض خیراتی ادارے اور افراد فنڈز کے استعمال میں شفافیت کا خیال نہیں رکھتے۔ مالی بدعنوانی، ذاتی مفاد، یا غیر متعلقہ سرگرمیوں پر فنڈز خرچ کیے جانے کے باعث کئی مستحقین تک امداد نہیں پہنچ پاتی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وسائل کا ضیاع ہوتا ہے اور حقیقی ضرورت مند محروم رہ جاتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات میں امانت داری کو بنیادی اصول قرار دیا گیا ہے:

"إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا[25]"

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل تک پہنچاؤ۔"

شرعی اصولوں سے لاعلمی

ایک اور چیلنج شرعی رہنمائی کا فقدان ہے۔ کئی خیراتی ادارے زکوٰۃ، صدقات اور وقف جیسے اہم دینی مالی عبادات کی تقسیم میں شرعی اصولوں سے ناواقف ہوتے ہیں۔ وہ زکوٰۃ کو ایسے افراد یا منصوبوں پر خرچ کر دیتے ہیں جو شرعاً مستحق نہیں ہوتے۔ نتیجتاً نہ صرف عبادت کا ثواب ضائع ہوتا ہے بلکہ فلاحی نظام کا توازن بھی بگڑ جاتا ہے۔ اس مسئلے کا حل یہ ہے کہ ہر خیراتی ادارے میں علماء کرام، مفتیان، اور شرعی مشیروں کو شامل کیا جائے جو فتوے اور رہنمائی فراہم کریں۔[26]

ریاستی رکاوٹیں اور بداعتمادی

ریاستی سطح پر بعض اوقات اسلامی فلاحی اداروں کے ساتھ بداعتمادی کا رویہ رکھا جاتا ہے۔ بعض اداروں کو سکیورٹی خدشات، سیاسی وابستگی، یا انتظامی کمزوریوں کی بنیاد پر محدود کیا جاتا ہے یا ان کی رجسٹریشن روک دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ زکوٰۃ فنڈز کو صرف سرکاری نظام کے تحت چلانے پر اصرار، غیر سرکاری اداروں کی کارکردگی کو محدود کر دیتا ہے۔ یہ رویہ نہ صرف فلاحی جذبے کو دباتا ہے بلکہ عوام کی امداد میں بھی تاخیر پیدا کرتا ہے۔

نتائج:

قدرتی آفات جیسے زلزلے، سیلاب یا قحط کے بعد امداد اور بحالی کے مرحلے میں اسلامی خیراتی نظام ایک جامع اور ہمہ گیر حل فراہم کرتا ہے۔

اس نظام کی بنیاد نہ صرف مالی مدد پر ہے بلکہ انسانیت، اخوت، خودداری، اور دینی فلاح کے اصولوں پر استوار ہے۔ درج ذیل نتائج اس تحقیق کی روشنی میں اخذ کیے گئے ہیں:

1. اسلامی خیراتی نظام قدرتی آفات کے بعد امداد و بحالی میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے، جو نہ صرف فوری ریلیف فراہم کرتا ہے بلکہ پائیدار بحالی کی بنیاد بھی رکھتا ہے۔
2. یہ نظام متاثرہ افراد کی خود انحصاری کو فروغ دیتا ہے اور انہیں مستقل امداد کا محتاج بنانے کے بجائے باعزت روزگار اور زندگی کی طرف واپس لے کر آتا ہے۔
3. اسلامی فلاحی ماڈل عزتِ نفس اور انسانی وقار کا تحفظ کرتا ہے، جس سے مستحقین کو محرومی اور احساسِ کمتری سے بچایا جا سکتا ہے۔
4. یہ ماڈل امت کے افراد میں باہمی ہمدردی، اخوت، اور فلاحِ عامہ کے جذبے کو تقویت دیتا ہے، جو کہ اجتماعی شعور کی بنیاد بنتا ہے۔
5. اسلامی خیراتی ادارے دینی اصولوں کے مطابق فنڈز کا شفاف اور مؤثر استعمال کرتے ہیں، جو کہ بدعنوانی اور فنڈز کے ضیاع کو روکنے میں مددگار ہے۔
6. یہ نظام ریاستی اداروں کی محدودات کو پورا کرتا ہے اور ان کے ساتھ مل کر متاثرہ افراد تک امداد کی بروقت ترسیل کو ممکن بناتا ہے۔
7. اس نظام کے ذریعے معاشرے میں اسلامی اقدار کی بحالی اور احیاء کا موقع پیدا ہوتا ہے، جو روحانی بیداری اور اخلاقی ترقی کا سبب بنتا ہے۔

سفارشات:

تحقیق کے دوران یہ بات واضح طور پر سامنے آئی ہے کہ اسلامی خیراتی نظام قدرتی آفات کے بعد بحالی کے عمل میں ایک مؤثر، مربوط اور دینی طور پر معیاری ماڈل فراہم کرتا ہے۔ البتہ اس نظام کی فعالیت اور دائرۂ کار کو مزید مؤثر بنانے کے لیے کچھ اہم تجاویز پیش کی جا رہی ہیں:

1. زکوٰۃ، وقف اور صدقات کے اداروں کی تنظیمِ نو کی جائے تاکہ ان کی کارکردگی شفاف، مؤثر اور شرعی اصولوں کے مطابق ہو، اور یہ ادارے قدرتی آفات کے بعد امداد و بحالی میں مرکزی کردار ادا کر سکیں۔
2. اسلامی تعلیمات پر مبنی ایک قومی سطح کی بحالی پالیسی تشکیل دی جائے جس میں فلاحی اداروں، علماء کرام، مخیر حضرات، اور حکومتی اداروں کو مؤثر طور پر شامل کیا جائے۔
3. عوام میں اسلامی فلاحی نظام کے حوالے سے تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے تاکہ لوگ زکوٰۃ و صدقات کی شرعی حیثیت، مستحقین کی پہچان اور امداد کے اسلامی اصولوں سے واقف ہو سکیں۔
4. اسلامی فلاحی اداروں کو ریاستی سطح پر سرپرستی اور قانونی تحفظ فراہم کیا جائے تاکہ وہ مزید اعتماد اور وسعت کے ساتھ اپنی خدمات انجام دے سکیں، اور ان کے کام کو تسلیم شدہ حیثیت مل سکے۔

5. شرعی نگرانی کا نظام وضع کیا جائے تاکہ زکوٰۃ، صدقات اور وقف کے استعمال میں اسلامی احکامات کی مکمل پابندی یقینی بنائی جا سکے۔

6. ریاستی و غیر ریاستی اداروں کے مابین شراکت داری قائم کی جائے تاکہ قدرتی آفات کے وقت امدادی سرگرمیاں منظم، مربوط اور مؤثر انداز میں انجام دی جا سکیں۔

7. اسلامی فلاحی ماڈل کو تعلیمی نصاب اور دینی خطابات میں شامل کیا جائے تاکہ نوجوان نسل میں دینی فلاحی شعور پیدا ہو، اور وہ عملی میدان میں اس نظام کو بروئے کار لا سکیں۔

حوالہ جات:

---

[1] خان، محمد اسلم، قدرتی آفات: اسباب، اثرات اور تدارک، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2016ء، صفحہ 17۔

[2] القرآن، سورۃ الاسراء: 59

[3] خان، محمد اسلم، قدرتی آفات: اسباب، اثرات اور تدارک، صفحہ 33۔

[4] النسائی، احمد بن شعیب، ابو عبد الرحمن، سنن النسائی، کتاب: صلاۃ الاستسقاء، حدیث نمبر: 1501۔

[5] خان، محمد اسلم، قدرتی آفات اور انسانی بحران،، صفحہ 49۔

[6] سیدہ مریم، "پاکستان میں آفات اور غربت کا باہمی تعلق"، جریدہ سماجی تحقیق، شعبہ سوشل سائنسز، جامعہ پنجاب، لاہور، جلد 22، شمارہ 2، 2018ء، صفحہ 77۔

[7] نظامی، عبد الرحمن، پاکستان میں قدرتی آفات اور ادارہ جاتی کمزوریاں، معارف، ادارہ تعلیم و تحقیق، 2015ء، صفحہ 101۔

[8] القرآن، سورۃ التوبۃ: 103

[9] القرآن، سورۃ التوبۃ: 60

[10] ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، کتاب الزکاۃ، حدیث نمبر: 614۔

[11] بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، الجامع الصحیح، کتاب الشروط، باب الوقف، حدیث نمبر: 2737۔

[12] یعقوب بن ابراہیم ابو یوسف، کتاب الخراج، تحقیق: محمد حامد الفقی، دار المعرفۃ، بیروت، 1997ء، صفحہ 115۔

[13] السیرۃ لعمر بن الخطاب، ابن الجوزی، جلد 1، صفحہ 230

[14] قاضی، محمد شفیق، اسلامی حکومت اور سماجی فلاح، مکتبہ اسلامیہ، لاہور، 2015ء، صفحہ 143۔

[15] قریشی، عبد الحکیم، اسلام کا تصور صدقہ و خیرات، ادارہ علوم اسلامیہ، لاہور، 2017ء، صفحہ 89۔

[16] Islamic Relief Worldwide – Pakistan Field Report (Earthquake Response 2005 & https://www.islamic-relief.org2022)

[17] بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، الجامع الصحیح، کتاب الایمان، حدیث نمبر: 13۔

[18] بخاری، محمد بن اسماعیل، حدیث نمبر: 1429۔

[19] خالد، ڈاکٹر محمد، اسلامی سوشیالوجی کا نظریہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، 2001ء، صفحہ 65۔

[20] مسلم، امام مسلم بن الحجاج، ابوالحسن القشیری، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ، حدیث نمبر: 2586۔

[21] الخدمت فاؤنڈیشن، پاکستان میں قدرتی آفات کے اثرات پر رپورٹ (2010–2022) ، صفحہ 17۔

[22] احمد، ڈاکٹر اشفاق، اسلامی فلاحی ریاست کی تشکیل نو، مکتبہ اشرفیہ، لاہور، 2016ء، صفحہ 88۔

[23] منصوری، ڈاکٹر محمد طاہر، پاکستان میں زکوٰۃ کا نظام اور اس کے اثرات، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، 2012ء، صفحہ 112۔

[24] بٹ، ڈاکٹر محمد یونس، اسلامی فلاحی ریاست اور موجودہ چیلنجز، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، 2018ء، صفحہ 117۔

[25] القرآن، سورۃ النساء: 58

[26] عثمانی، مفتی محمد تقی، اسلام اور فلاحی نظام، دار العلوم، کراچی، 2015ء، صفحہ 110۔

References

1. Khan, Muhammad Aslam, Natural Disasters: Causes, Effects and Prevention, National Book Foundation, Islamabad, 2016, p. 17.
2. Quran, Surah Al-Isra: 59
3. Khan, Muhammad Aslam, Natural Disasters: Causes, Effects and Prevention, p. 33.
4. Al-Nasa'i, Ahmad bin Shu'ayb, Abu Abdur Rahman, Sunan Al-Nasa'i, Book: Salat Al-Istiqa', Hadith No.: 1501.
5. Khan, Muhammad Aslam, Natural Disasters and Human Crisis, p. 49.
6. Syeda Maryam, "The Interrelationship of Disasters and Poverty in Pakistan", Journal of Social Research, Department of Social Sciences, University of the Punjab, Lahore, Vol. 22, Issue 2, 2018, p. 77.
7. Nizami, Abdul Rehman, Natural Disasters and Institutional Weaknesses in Pakistan, Maarif, Institute of Education and Research, 2015, p. 101.
8. Quran, Surah Al-Tawbah: 103
9. Quran, Surah Al-Tawbah: 60
10. Tirmidhi, Muhammad ibn Isa, Jami’ Al-Tirmidhi, Kitab Al-Zakat, Hadith No.: 614.
11. Bukhari, Muhammad ibn Ismail, Abu Abdullah, Jami’ Al-Sahih, Kitab Al-Shurat, Bab Al-Waqf, Hadith No.: 2737.
12. Ya’qub ibn Ibrahim Abu Yusuf, Kitab Al-Kharaj, Researched by Muhammad Hamid Al-Fiqi, Dar Al-Ma’rifah, Beirut, 1997, p. 115.
13. Al-Sirah Al-Umar ibn Al-Khattab, Ibn Al-Jawzi, Volume 1, p. 230
14. Qazi, Muhammad Shafiq, Islamic Government and Social Welfare, Maktaba Islamia, Lahore, 2015, p. 143.
15. Qureshi, Abdul Hakim, Islam’s Concept of Charity and Charity, Idara Ulum Islamia, Lahore, 2017, p. 89.
16. Islamic Relief Worldwide – Pakistan Field Report (Earthquake Response 2005 & 2022) https://www.islamic-relief.org
17. Bukhari, Muhammad bin Ismail, Abu Abdullah, Al-Jami’ Al-Sahih, Kitab Al-Iman, Hadith No.: 13.
18. Bukhari, Muhammad bin Ismail, Hadith No.: 1429.
19. Khalid, Dr. Muhammad, The Theory of Islamic Sociology, Muqtadarah Qaumi Zaban, Islamabad, 2001, p. 65.
20. Muslim, Imam Muslim bin Al-Hajjaj, Abu Al-Hasan Al-Qushayri, Al-Jami’ Al-Sahih, Kitab Al-Barr Wal-Assalah, Hadith No.: 2586.
21. Al-Khidmat Foundation, Report on the Impact of Natural Disasters in Pakistan (2010–2022), p. 17.
22. Ahmed, Dr. Ashfaq, Reshaping the Islamic Welfare State, Maktaba Ashrafiya, Lahore, 2016, p. 88.

23. Mansoori, Dr. Muhammad Tahir, Zakat System in Pakistan and Its Impacts, Islamic Research Institute, Islamabad, 2012, p. 112.
24. Butt, Dr. Muhammad Yunus, Islamic Welfare State and Current Challenges, Islamic Research Institute, Islamabad, 2018, p. 117.
25. The Quran, Surah Al-Nisa: 58
26. Usmani, Mufti Muhammad Taqi, Islam and Welfare System, Darul Uloom, Karachi, 2015, p. 110.